TQ Leeson 40 Surah Al-Imran 33-44 Tafseer

تفسیر سورۃ آل عمران 33-44

آیت نمبر 33:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: اللہ نے آدم، نوح، ابراہیم کے خاندان، اور عمران کے خاندان کو چن کر تمام جہانوں پر فضیلت دی تھی۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور آلِ ابراھیم علیہ السلام اور آلِ عمران کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دےکر اپنی رسالت کے لئے منتخب کیا تھا ۔

آیت نمبر34:

ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ

ترجمہ: یہ ایسی نسل تھی۔ جس کے افراد (نیکی اور اخلاص میں) ایک دوسرے سے ملتے جلتے تھے، اور اللہ (ہر ایک کی بات) سننے والا ہے، ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ، یہ ایک سلسلے کے لوگ تھے۔ جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے تھے۔ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے ۔ یہاں سے دوسرا خطبہ شروع ہوتا ہے ۔ اس کے نزول کا زمانہ 9هجری ہے ۔ جب نجران کی عیسائی حکومت کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضرہوا تھا ۔ نجران کا علاقہ حجاز اور یمن کے درمیان میں ہے۔ اس وقت اس علاقے میں 73 بستیاں شامل تھیں ۔اور کہا جاتا ہے ۔کہ تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار ایسے مرد تھے۔ جو جنگ میں کام کر سکتے تھے۔ تین سرداروں کے زیرحکم تھے۔ ایک عاطف کہلاتا تھا۔ جس کی حیثیت قوم کے امیرکی تھی ۔دوسرا سیدکہلاتا تھا۔جو ان کے تمدنی سیاسی امور کی نگرانی کرتا تھا ۔اور تیسرا مسلک جسکے ذمہ مذہبی پیشوائی تھی۔ نبی ﷺ نے جب مکہ فتح کیا۔ تو تمام اہل عرب کو یقین ہو گیا ۔کہ ملک کا مستقبل اب محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہے ۔ عرب کے مختلف گوشوں سے آپ ﷺ کے پاس وفد آنے شروع ہو گئے۔ اسی سلسلے میں نجران کے تین سردار بھی 60 آدمیوں کا ایک وفد لے کر مدینہ پہنچے ۔ بہرحال وہ جنگ کے لئے تیار نہ تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا ۔کہ یہ اسلام قبول کرتے ہیں کہ ذمی بن کر رہنا چاہتے ہیں۔ اس موقعہ پر نبی ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے یہ خطبہ نازل کیا۔ کہ اس کے ذریعے سے وفد نجران کو اسلام کی دعوت دی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کو چن لیا تھا ۔ اس میں سب سے پہلے ذکر ہوا ہے ، حضرت آدم علیہ السلام ابو البشرکا۔ جنہیں

اللہ ﷻ نے اپنے ہاتھ سے مٹی سے بنایا ۔ پھر ابو البشر سے حوّا کو پیدا کیاگیا۔ اورجنت میں بسایا۔پھر فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی بھی ہوئی ، انہوں نے اپنی غلطی کی معافی بھی مانگی ۔پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کو زمین پر بھیجا۔ اور خلیفہ مقرر کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام بھیاللہ ﷻ کے پسندیدہ اور چنے ہوئے پیغمبروں میں سے ہیں نسل انسانی تو یہی سے پھیلی ہے۔ ان کا ذکرہمیں سب سے پہلے ملتا ہے ۔پھر حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ملتا ہے۔ دریائے دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ آپ علیہ السلام کی تبلیغ کا مرکز تھا ۔آپ کی قوم بت پرست تھی۔ اور بہت ضدی تھی۔آپ علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی۔ تقریباً چالیس کے قریب آدمی ایمان لائے۔ تو آپ علیہ السلام نے دل برداشتہ ہو کر ان کے لئے بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے کشتی تیار کی۔ جاندار جوڑے اور پھل بھی کشتی میں رکھ دئیے گئے ۔ پھر جب اللہ تعالیٰ سے حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی ۔ان کی قوم تباہ ہوئی ۔ بس کچھ لوگ بچے ۔ کہتے ہیں کہ ایسا خطرناک طوفان تھا۔ کہ زیادہ لوگ غرق ہو گئے ۔اس کے بعد ہمیں ذکر ملتا ہے ۔حضرت ابراھیم علیہ السلام کا ، حضرت ہود علیہ السلام ،حضرت صالح علیہ السلام کا ۔حضرت ابراھیم علیہ السلام کی قوم بت پرست تھی اور ستاروں کی پوجا بھی کرتی تھی۔ اور آپ علیہ السلام کے والد آزر تھے۔ نمرود، عراق کابادشاہ تھا ۔ اس حکومت میں بڑے عہدے پر فائز تھا ۔ بت بھی بناتا تھا ۔اور بیچتا بھی تھا۔ اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کی تفصیلات آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں ۔ ابراھیم کو اللہ تعالی نے اپنا خلیل بھی کہا ۔اور رہتی دنیا تک ان کو اپنا امام اور پیشواء مقرر کیا۔ پھر ہمیں ذکر ملتا ہے آل عمران کا۔ ان میں سے حضرت مریم علیھا السلام ان سے مراد عیسیٰ علیہ السلام یعنی حضرت مریم علیھا السلام کی کوکھ سے جنم لینے والے پیغمبر، حضرت عیسیٰ جو بن باپ کے پیدا ہوئے ۔ان کا ذکر یہاں خاص طور پر کرنامقصود ہے ۔حالانکہ تاریخ میں دو عمران بڑے مشہور گزرے ہیں۔ ایک موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے والد اور دوسرے حضرت مریم علیھا السلام کے والد۔ ان کو بھی اللہ تعالی نے چن لیا تھا ۔اور اس خاندان کو بھی اللہ تعالی نے چن لیا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کےبعد ذکرحضرت ابراھیم علیہ السلام ، حضرت لوط علیہ السلام ، حضرت اسماعیل علیہ السلام ، حضرت اسحاق علیہ السلام ،حضرت یعقوب علیہ السلام ،حضرت یوسف علیہ السلام ،حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام ،حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ،حضرت ذوالکفل علیہ السلام ،حضرت الیاس علیہ السلام ،حضرت داؤدعلیہ السلام ،حضرت سلیمان علیہ السلام ، حضرت لقمان علیہ السلام ،حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ذکریا علیہ السلام حضرت یحي علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کے بیچ میں کافی لمبا زمانہ ہے۔ جس میں بنی اسرائیل میں پیغمبر ملتے ہیں۔ یہاں پر آلِ عمران کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام ، حضرت نوح علیہ السلام اور آلِ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرنے سے مراد کہ اس زمانے کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور رسالت میں شک تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے سابقہ انبیاء کے نمونے پیش کیے ۔تاکہ لوگوں کے شبہات رفع کیے جا سکیں۔ اُن کی والدہ اور اُن کی نانی کا ذکر تفصیل سے کیا ۔ اس کا مقصد کیا تھا ؟ ۔ حضرت آدم علیہ السلام ،حضرت نوح علیہ السلام اور آلِ ابراھیم اور آلِ عمران کو اللہ ﷻ ہی نے پیدا کیا تھا۔اور ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کا ذکر فرمایا اور یہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام بھی اسی طرح پیغمبر تھے ۔جس طرح پہلے چنے ہوئے باقی سب پیغمبر تھے ۔ پھر لوگوں نے اُن کو خدا کیوں بنا ڈالا ؟ یا ان کی والدہ کو خدائی میں کیوں شریک کر لیا ؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمیں تفصیل سے قرآن میں ذکر ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے ۔کہ امتِ محمدیہ ﷺ کو آخری زمانچان سکے ۔سارے پیغمبروں کا ذکر کرکے فرمایا۔یہ اللہ تعالیٰ ہی کے چنے ہوۓ تھے۔ اگرحضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے ۔تو حضرت آدم علیہ السلام تو بن ماں باپ کے پیدا ہوئے ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جب بت پرست قوم میں دعوت دی۔ اور پھر جن کی اولاد میں پیغمبروں کی ایک لڑی چلی آ رہی ہے ۔سب کو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى نے دنیا

والوں پر چن لیا۔ پیغمبر اپنی صورت ،اپنی شکل اپنے اوصاف، اپنے کمالات اپنے خصائل اپنی سب چیزوں کے لحاظ سے عام لوگوں کی نسبت سب سے اعلی اور ممتاز ہوتا ہے ۔اور اس کا کردار سب سے سچا ہوتا ہے ۔ نبوت و دعوت کا کام ان کے سپردتھا۔ اللہ جل جلالہ کو یہ کام بہت پسند ہے۔کیو نکہ اب کوئ نبی نہیں آئے گا۔ اب امت مسلمہ کو یہ کام آگے بڑھانا ہے۔ اگرھم کسی کے پاس سونا زیادہ دیکھ لیں ۔چاندی دیکھ لیں گھر دیکھ لیں۔گاڑی دیکھ لیں ،حسن دیکھ لیں۔ موٹی خوبصورت آنکھیں دیکھ لیں، رنگ سفید دیکھ لیں ۔کوئ بھی دنیا کی ایسی چیز جسے دیکھ کر حسرت ہوتی ہے ۔منہ کھلا کا کھلا رہ جاتا ہے ۔کہ اللہ نے ان کو کتنا نوازا ہے ۔مگر اصل چیز تو اصطفی ہے۔ جن کو اللہ نے پسند کر لیا ۔جنہوں نے لوگوں کو نیکی کا حکم دیا اور بدی سے منع کیا۔ یہ ہے اللہ جل جلالہ کا پسندیدہ کام کہ دنیا کے اندر لوگوں کی مدد کرنا ۔ ان کے کام آنا۔ان کو سیدھا راستہ بتانا ۔ سیدھے رستے سے بھٹک جاتے ہیں۔ جو لوگ ان کو سیدھا رستہ دکھاؤ تو کوئی بات بھی ہے ۔یہ ایک دوسرے کی اولاد میں سے تھے ۔ ان میں سے کوئی خدا نہیں تھا۔ کسی نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ کوئی پیغمبر خدا نہیں ہو سکتا۔ ایک دوسرے کی نسل میں سے تھے ۔یہ ایک سلسلے کے لوگ تھے ۔جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے ۔وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ، اللہ خوب سنتا اور جانتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ تھاکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بندہ اور اللہ کا رسول ماننے کی بجائے اللہ کا بیٹا اور الوہیت میں شریک قرار دیتے تھے۔ یہاں پر اللہ جل جلالہ ان کے اس عقیدے کی نفی کرتے ہیں۔ اور یہ بتاتے ہیں کہ تمام رسول تھے۔ تمام اللہ کے چنے ہوئے تھے۔ اللہ کے خاص بندوں میں سے تھے ۔سب ایک سلسلے کے تھے ۔سب نے خالص دین اسلام کی دعوت دی۔ اور ہر رسول دوسرے کی نسل سے پیدا ہوا ۔کوئی بھی خدا نہیں تھا ۔ ان سب کا کام لوگوں کو دین کی تبلیغ کرنا اور دنیا کی اصلاح کا کام کرنا تھا ۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ سب کچھ سنتا ہے اور جانتا ہے ۔ کسی بھی پیغمبر نے یہ نہیں کہا تھا ۔کہ تم مجھے خدا بنا لو ۔نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور نہ ہی جو نیک لوگ دنیا میں سےچلے جاتے ہیں ۔بعد میں لوگ ان کی قبروں کو مزار بنا کر ان کو پوجنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور شرک اور بدعت کرتے ہیں۔ یہاں پر اللہ تعالی بتا رہے ہیں۔ کہ اللہ نے ہی ان کو شان نبوت دی تھی ۔اور اللہ ہی کو پتہ تھا۔ کہ ان کا کام کیا تھا۔ اور کس طرح سے انہوں نے دنیا میں نبوت کا کام کیا ۔ آیت کے اس حصے کا اگلی آیت سے بھی تعلق ہے ۔اور اللہ اس وقت بھی سن رہا تھا۔

آیت نمبر 35:

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

ترجمہ: (وہ اُس وقت سن رہا تھا) جب عمران کی عورت کہہ رہی تھی کہ، "میرے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں، وہ تیرے ہی کام کے لیے وقف ہوگا میری اس پیشکش کو قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے"

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ترجمہ:جب عمران کی عورت کہہ رہی تھی ۔کہ میرے پروردگار میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں۔فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ اور وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہوگا۔ بس تو میری اس پیشکش کو قبول فرمالے ۔تاریخ میں دو عمران بڑے مشہور ہیں ۔ایک موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے والد۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ انہیں بائبل میں عمران بھی لکھا ہے۔یہاں انہی کا ذکر ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نسل میں سے تھے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے خاندان کی ایک عورت کے بیٹے تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو نانی تھیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ان کے شوہر کا نام بھی عمران ہی تھا۔ ان کے ہاں اولاد

نہیں تھی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی ۔کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطافرما۔ اور جب مجھے اولاد ہوگی ۔ تو میں اس کو بیت المقدس کے لیے وقف کر دونگی ۔ ان کے شوہر مسجد کے امام تھے۔اورخود حالتِ حمل میں تھیں ۔کہ شوہر کی وفات ہوگئی ۔حضرت مریم علیہا السلام پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو وہ زیادہ مستحق تھے ۔کہ اپنی بیٹی کو لیتے۔ اور اس کی پرورش کرتے ۔کیونکہ وہ لڑکی کے باپ بھی تھے اور مسجد بیت المقدس کے امام بھی تھے۔ اسی لیے ہر شخص یہ چاہتا تھا۔ کہ حضرت مریم علیہا السلام کو لے۔ اور ان کی پرورش کرے ۔حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ بہت نیک تھیں۔ اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہی تھیں۔ کہ اے میرے رب میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں۔ محررا وہ تیرے ہی کام کیلئے وقف ہوگا۔ بیت المقدس کی خدمت کرے گا۔ وہ آزاد ہوگا۔ اور حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کو جو ان کے پیٹ میں بچہ تھا ۔ان کو اس سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ ان کے ذہن میں تھا ۔کہ شاید میرے بیٹا پیدا ہوگا۔ ساتھ دعائیں بھی کر رہی ہیں ۔ کہ اللہ تعالی میں نے جو منت مانی ہے۔ تو اس کو قبول کر لینا۔۔تو آپ سوچیں کہ عورتوں کا کردار کتنا اہم ہے۔ تو سب سے پہلے عورت کو اندازہ ہوتا ہے ۔کہ حمل ٹھر رہا ہے۔ تو حمل سے پہلے بھی نیک اولاد کی دعائیں کرنا اور تعلق قائم کرتے وقت بھی دعا کرنا۔اور جب وہ بچہ آ جائے۔ پھر بھی اس کے نیک ہونے کی دعا کرنا ۔اور سوچنا کہ کیسے اس کے ذریعے سے جنت کمائی جا سکتی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی فکر کرنا ۔کہ میں تو یہ چاہ رہی ہوں۔ پتہ نہیں میرا رب اس کو قبول بھی کرے گا کہ نہیں ۔میرے رب تو اس کو قبول کر لینا ۔تو ہی سننے اور جاننے والا ہے ۔تجھے بندوں کی نیتوں کا پتہ ہے ۔ ہم بہت سی منتیں بھی مانتے ہیں۔ کہ یہ مل جائے گا تو یہ کریں گے ۔پیسے ملیں گے تو خیرات کریں گے ۔مدد کریں گے ۔جب پیسے ملتے ہیں۔ تو سوچتے ہیں کہ خرچ کریں کہ نہ کریں ۔میری نیت تو تھی لیکن ایسے نہیں تھی ۔میں نے سوچا تو تھا ۔ "لیکن یہ'سوچتےہی زندگی اور جوانی گزر جاتی ہے ۔مگر ان کو یہ فکر تھی۔ کہ اللہ قبول بھی کر لے ۔اور ساتھ ساتھ وہ اللہ کو گواہ بناتی جاتی تھیں۔کہ تو سنتا اور جانتا ہے۔ کہ جو کچھ میرے پاس ہے ۔کہ میں کیا دعا کر رہی ہوں؟

آیت نمبر 36:

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

ترجمہ: پھر جب ان سے لڑکی پیدا ہوئی تو وہ (حسرت سے) کہنے لگیں : یا رب یہ تو مجھ سے لڑکی پیدا ہوگئی ہے۔ حالانکہ اللہ کو خوب علم تھا کہ ان کے یہاں کیا پیدا ہوا ہے۔ اور لڑکا لڑکی جیسا نہیں ہوتا، میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے حفاظت کے لیے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں۔

میں کیا نذر مان رہی ہوں۔ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی پھر جب ان کے کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ تو اس نے کہا ۔مالک 'میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہو گئی ہے۔ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ حالانکہ جو کچھ اس نے جنا تھا۔ اللہ کو اس کی خبر تھی۔ وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی اور لڑکا، لڑکی کی طرح نہیں ہوتا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے جو منت مانی تھی۔ ان کو یہ توقع تھی ۔کہ بیٹا پیدا ہوگا اور اس زمانے میں بیٹے ہی عبادت کیلئے وقف کیے جاتے تھے۔ لڑکیوں کو وقف کرنے کا رواج نہیں تھا ۔مگر ہوا یہ کہ جب لڑکے کے بجائے لڑکی پیدا ہوئی ۔ انہوں نے اس بات پر غم لگالیا۔ کیونکہ انہوں نے تو کہا تھا کہ وہ آزاد ہوگا ۔اور اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی ۔ اگر لڑکی کی بات ہے ۔تو آپ خود دیکھ لیں۔ کہ لڑکی پر کئی معاشرتی ذمہ داریاں ہوتی ہیں ۔کئی فطری کمزوریاں ہوتی ہیں ۔جیسے کچھ دنوں میں ماہواری ہوتی ہے۔ یا بچے کی ولادت کی وجہ سے طبعیت

کی خرابی ہوتی ہے۔اور پھر خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کرنی پڑتی ہے ۔اگر لڑکا ہو تا تو ظاہر ہے ۔کہ وہ اس مقصد کو زیادہ اچھے سے ادا کر سکتا تھا۔ وَ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡ یعنی اس کو تو پیدا ہوا تو پتا چلا ۔ مگر اللہ تعالیٰ کو تو پہلے سے ہی پتہ تھا۔ کہنے لگیں۔ کہ میرے ہاں تو بیٹی پیدا ہو گئی ہے ۔ اللہ کو تو تب بھی پتا تھا ۔جب تشکیل کے مراحل میں سے وہ حمل سےگزر رہا تھا ۔وَ لَیۡسَ الذَّکَرُ کَالۡاُنۡثٰی بعض مفسرین کہتے ہیں ۔یہ اللہ کا کلام ہے ۔کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کو یہ کہہ کر تسلی دی ۔کہ یعنی لڑکی لڑکے سے بدرجے بہتر ہے۔ افضل ہے ۔ وَ لَیۡسَ الذَّکَرُ کَالۡاُنۡثٰی،، لڑکا تو لڑکی کی طرح نہیں ہوتا۔ تم کہہ رہی ہو'کہ لڑکی پیدا ہو گئی ہے ۔گویا کہ جو کچھ وہ چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے لڑکی کی حیثیت سے زیادہ اچھا کام لے سکتے ہیں۔ لہذا افسوس کرنے کی کوئی بات نہیں ۔ بعض اوقات ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ میرا بیٹا یہ کام زیادہ اچھا کر سکتا ہے۔ یا فلاں میرا بچہ ۔لیکن اللہ کو پتہ ہوتا ہے ۔جس کو ہم نہیں سمجھ رہے ہوتے۔ہوسکتا ہے۔کہ وہ زیادہ اچھے طریقے سے کام کر سکے ۔ہم کسی سے کوئی امید رکھ لیتے ہیں ۔کہ فلاں رشتہ دار فلاں دوست فلاں ہمسایہ میرا یہ کام کر دے گا ۔جس سے امید نہیں ہوتی وہ زیادہ اچھے طریقے سے آکر کر دیتا ہے۔ یہاں پر ان کو یہ تسلی دی گئی ۔کہ لڑکا تو لڑکی کی طرح نہیں ہوتا ۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔کہ حضرت مریم علیہا السلام کی جو والدہ ہیں ان کا نام ہمیں ملتا ہے ۔ حنہ بنت فاقوذ ان کی والدہ جنہوں نے کہا وَ اِنِّیۡ سَمَّیۡتُہَا مَرۡیَمَ کہ میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے۔ اس سے پہلی بات تو یہ پتا چلتی ہے ۔کہ عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے۔کہ عورت اپنے بچوں کا نام رکھ سکتی ہے ۔ہمارے ہاں عورت کو جو حقوق ہیں ۔ ان میں کافی کمی ہے۔ دوسری بات پتہ چلتی ہے۔کہ نام اچھا رکھنا چاہیے ۔اس لیے کہ نام کے شخصیت پر اثرات ہوتے ہیں۔اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے ہمیں جو بات پتا چلتی ہے۔ کہ اللہ جل جلالہ کے ذاتی نام یا صفاتی نام رکھتے ہوئے ۔ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے ہر صفاتی نام کے شروع میں عبد یا، امت لگانا چاہیے۔ اپنے بچوں کے نام پیغمبروں کے نام پر یا مجاہد یا خادم دین کے نام پر رکھیں۔ اس سلسلے میں ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے ۔کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اچھا نام رکھنے کی ہدایت کی۔اورحکمتیں بتائیں ۔تو آپ ﷺ نے فرمایا

حدیث : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ " تم لوگ قیامت کے روز اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے ۔لہذا اچھے نام رکھا کرو ۔

اور ویسے بھی بعض نام ایسے ہوتے ہیں ۔جن کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ جیسے ایک نام ترجعون کسی نے رکھا تھا ۔عربی نام تھا ۔ترجعون کہ تم لوٹائے جاؤ گے ۔ اور جیسے لا ریب کوئی شک نہیں ۔ کوئی نام رکھ لیتا ہے۔وہ بچہ تو آگیا لڑکی ہے ۔کہ لڑکا شک نہیں ہے۔ یہ کیا نام ہوا ۔پھر لوگ کہتے ہیں کہ قرآنی نام رکھا ہے ۔ نام رکھیں سوچ کے رکھیں۔ بامعنی رکھیں۔ اچھے صحابہ صحابیات، پیغمبروں کے ناموں پر، اللہ کے ناموں پر ۔اور اپنے بچوں کو ان ناموں کی کہانیاں سنائیں۔ تاکہ ان کے کردار میں بھی پختگی اور مضبوطی پیدا ہو۔

حدیث : کہ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ کسی نے عاصیہ نام رکھا ہے۔ یعنی گنہگار' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خود اپنے آپ کو گنہگار کہنا یہ پسندیدہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا ۔اسی طرح حرب جنگ کو کہتے ہیں ۔کسی نے حرب نام رکھا ۔اب جنگ کوئی پسندیدہ کام تو نہیں ہے۔ اسی طرح کسی نے مرّہ نام رکھا ۔یہ کڑوی چیز کو کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا 'ناپسندیدہ نام ہیں۔ مرّہ اور حرب۔ہمیں اندازہ ہونا چاہیے کہ اچھا نام کیا ہے ؟ **واقعہ :** ایک موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹنی دھونے کے لئے لوگوں سے پوچھا۔ کہ اس اونٹنی کو کون دھوئے گا۔ ایک شخص اٹھا آپ ﷺ نے اسے پوچھا۔ تمہارا نام کیا

ہے؟ اس نے کہا میرا نام ہے' مرّہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بیٹھو پھر آپ ﷺ نے پوچھا ۔اس اونٹنی کو کون دھوئے گا ۔ایک شخص اٹھا ہوا ۔آپ ﷺ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے ؟اس نے کہا میرا نام ہے حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ ۔پھر آپ ﷺ نے پوچھا ۔اس اونٹنی کو کون دھوئے گا ؟ ایک شخص اٹھا ۔ آپ ﷺ نے اسے پوچھا۔ تمہارا نام کیا ہے ؟اس نے کہا میرا نام ہے ۔یعیش ۔یعنی زندہ رہنا۔آپ ﷺ نے فرمایا دھولو۔

حدیث : امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے ۔کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا' کہ ہمارے اس اونٹ کو کون ہانک کر لے جائے گا ؟ یا 'یہ فرمایا کہ کون اس کو پہنچائے گا ۔ایک ادمی نے کہا کہ میں۔ آپ ﷺ نے اس سےپوچھا' تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے بھی اپنا نام اسی طرح بتایا ۔جو آپ ﷺ کو پسند نہیں تھا۔ خیر اس کو کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر دوسرا شخص اسی مقصد کے لیے کھڑا ہوا۔آپ ﷺ نے اس سے پوچھا۔ تمہارا نام کیا ہے اس نے بھی کہا۔ میرا نام یہ ہے؟ اپ نے اس سے بھی کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر تیسرا شخص کھڑا ہوا۔ اس سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے ۔اس نے بتایا میرا نام ناجیہ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تم اس کام کے لیے موزوں ہو۔ اس کو ہانک کر لے جاؤ ۔

ہمیں اچھے نام رکھنے چاہیے ۔اگر کسی کے اچھا نام نہ رکھا ہوا ہو۔ اس کے غلط معنی نکلتے ہوں۔ تو ان ناموں کو تبدیل کر دینا چاہیے۔ سودان جہنم میں ایک جھاڑی ہے ۔جس کے اندر کانٹے ہیں۔ اور جب لوگ پل صراط سے گزریں گے ۔تو اس کو کھینچ لیں گے۔پہلا تحفہ جو والدین بچوں کو دیتے ہیں۔یعنی اذان' ان کے کانوں میں دائیں کان میں اذان 'پھر بائیں میں اقامت اور اس کے ساتھ ہی اچھا نام رکھنا اور ضروری نہیں کہ ساتویں دن کا انتظار کیا جائے 'پیدا ہوتے بھی نام رکھا جائے تو یہ بھی رسول اللہ کی سنت سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔انہوں نے"وانّی سمیتموھا " مریم یعنی مریم نام رکھا۔ اور ہمیں اپنے نام کے معنی بھی آنے چاہیے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے کیا دعا کی؟ "وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ " ترجمہ: کہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں"

حدیث : حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کی پدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے۔ اوروہ رونے لگتا ہے ۔سوائے حضرت مریم علیھا السلام اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے 'کہ شیطان نے انہیں نہیں چھوا۔روایۃ بخاری۔

اس حدیث سے حضرت مریم علیھا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت بھی پتہ چلتی ہے ۔اور یہ بھی پتا چلتا ہے۔ کہ حضرت مریم علیھا السلام کی والدہ نے یہ دعا پڑھی تھی' اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کر لیا ۔ حضرت مریم علیھا السلام اور ان کی اولاد شیطان کے فتنوں سے محفوظ رہی۔ اور شیطان ' ان کو چھو بھی نہ سکا ۔ ایک اور بات جو ہمیں پتہ چلتی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ جب بیٹی پیدا ہو۔ تو اس پر افسردہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ جدید دور ہے اور بہت ترقی ہے ۔ عورتوں کو حقوق دے دئیے گئے ہیں ۔ آج کے دور میں بھی لوگ بیٹی کی پیدائش پر پریشان ہوتے ہیں۔ اور منہ بنا لیتے ہیں۔ اس پر یہ سوچنا چاہیے کہ اگر بیٹا ہوتا تو اس میں عورت کا کیا کمال ہے؟ ۔ اور اگر بیٹی ہوتی ہے تو اس میں بھی عورت کا کیا قصور ہے؟ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں بار بار مختلف طریقے سے یہ بات فرماتا ہے۔ کہ یہ اللہ کی ذات ہے ۔ جس کو چاہے اور جو چاہے دے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں ۔کہ وہ جو چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے ۔جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے ۔ جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے ۔اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ اولاد سے محروم کر دیتا ہے، بلا شبہ وہ ہر چیز سے واقف ہے۔ہربات پرقادر ہے سورۃ الشوری کی آیت آیت نمبر 49_اور 50 لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ

اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا١ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌترجمہ: اللہ زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے-جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے وہ سب کچھ جانتا اور ہر چیز پر قادر ہے-اسی طرح زمانہ جاہلیت کی یہ بات بھی ہمیں پتہ چلتی ہے۔ یہ سورۃ النحل کی آیت 58 اور 59 :وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ترجمہ: جب اِن میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے ۔تو اُس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے-لوگوں سے چھپتا پھرتاہے ۔کہ اِس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے ۔سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا مٹی میں دبا دے؟ دیکھو کیسے برے حکم ہیں ۔ جو یہ خدا کے بارے میں لگاتے ہیں-اور آج کے دور میں بھی لوگ جب بیٹی نہیں چاہتے۔ تو اسےضائع کروا دیتے ہیں ۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے ۔آپ ﷺ کا کیا معاملہ تھا۔ اور آپ ﷺ نے لڑکیوں کے بارے میں جو ہمیں احادیث بتائیں اور لڑکیوں کے حقوق اور ان کو پالنے کا جو اجر بتایا۔ تو اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ لڑکیوں کے ذریعے آزماتا ہے ۔تو لڑکیوں کے ذریعے سے ان کو نوازتا بھی ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ جو اسکو میسر آئی ہے۔ رحمت ہے جو لڑکی کی شکل میں اس کے نصیب میں آئی ہے ۔

حدیث : آپ ﷺ نے فرمایا ۔کہ لڑکیوں سے نفرت نہ کرو ۔میں خود لڑکیوں کا باپ ہوں ۔اور آپ ﷺ نے فرمایا بیٹیاں بڑی محبت والی اور بڑی خیر و برکت والی ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے 4 بیٹیاں عطا کی تھیں ۔ رسول اللہ ﷺ ایک موقعہ فرما رہے تھے۔ کہ جب کسی کے ہاں لڑکی ہوتی ہے۔ تو اللہ اس کے ہاں فرشتوں کو بھیجتا ہے ۔جو آ کر کہتے ہیں ۔اے گھر والو! اسلام و علیکم۔اور فرشتے پیدا ہونے والی لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں۔ اس کے سر پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں۔ یہ ایک ناتواں کمزور جان ہے۔ جو ایک ناتواں اور کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمہ داری اٹھائے گا۔ قیامت تک اللہ کی مدد اس کے شامل حال رہے گی ۔تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا ۔ اس نے کہا کاش! یہ سب بچیاں مر جائیں ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سنا۔ تو غصہ آ گیا ۔اور اس شخص سے بولے ۔کیا تم ان کو روزی دیتے ہو ۔ لڑکیوں کی پیدائش پر رونا دھونا ماتم کرنا یا ان کو طعنے دینا۔ یعنی اس عورت کو طعنے دینا۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ اور اللہ جل جلالہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو سخت ناپسند ہیں ۔آج بھی یہی ہو رہا ہے-لڑکے' لڑکی کی پرورش میں امتیاز برتا جاتا ہے۔ ۔لڑکا ہے تو اس کی تربیت اور اس کو کھلانا پلانا۔ اس کی پرورش مختلف طور پر ہو تی ہے۔کہ یہ تو لڑکا ہے ۔اس کو خوب خراب کیا جاتا ہے ۔اس کی تربیت پر توجہ نہیں دی جاتی ۔ آج بھی پڑھے لکھےگھرانوں میں لڑکیوں کی پیدائش پر رونا دھونا کیا جاتا ہے ۔ کہ یہ تو لڑکی ہے۔ اس نے کہیں اور جانا ہے۔ اس کی کھال ادھیڑی جاتی ہے ۔یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کی تعلیم اور تربیت ایک جیسی کرنی چاہیے ۔لڑکے کو باپ بننا ہے۔ اور لڑکی کو ماں بننا ہے ۔تو اس کی بھی پوچھ ہے ۔ لڑکا ہے یا لڑکی اللہ جانتا ہے۔ کہ ہمارے لیے جہنم میں سے کون آڑ بنے گا ۔اور ہمارے لیے جنت میں جانے کا ذریعہ کون بنے گا ؟ اولاد کی پرورش میں ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے۔ کہ بچوں کو پالنے کی بات ہو۔ یا پھر ان پر خرچ کرنے کی بات ہو۔ یا ان کی تعلیم اور تربیت کی بات ہو۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں کرنا چاہیے۔

حدیث : رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا۔ جو خاتون اپنے بچوں کی دیکھ بھال کے لیے گھر میں بیٹھی رہے۔ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگی۔ آپ ﷺ نے یہ بات بھی فرمائی تھی۔ کہ کسی کے پاس تین بیٹیاں ہوں۔ اوروہ ان کی اچھی تربیت کرے۔ تو اس کو جنت ملے گی۔ صحابی نے پوچھا ۔ اگر دو ہوں توکیا اس کے لیے بھی ؟آپ ﷺ نے فرمایا ! ہاں۔پھر ان صحابی میں یہ خواہش پیدا ہوئی ۔کہ کاش میں ایک کے لیے بھی یہ بات پوچھ لیتا۔

واقعہ : رسول اللہ ﷺ کو ایک دفعہ ایک صحابی نے ایک واقعہ سنایا تھا ۔ یا رسول اللہ ہم لوگ نا واقف تھے۔ پتھروں کے بتوں کو پوجتے تھے۔اور اپنی پیاری اولاد کو خود اپنے ہی ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیتے ۔یا رسول اللہ ﷺ میری ایک بہت ہی پیاری بچی تھی ۔میں جب بھی اس کو بلاتا۔ وہ دوڑ کر میرے پاس آجاتی۔ ایک دن میں نے اس کو اپنے پاس بلایا۔ وہ خوشی خوشی دوڑتی چلی آئی ۔میں اس کو اپنے ساتھ لے کر چلا۔ میں آگے آگے تھا ۔اور وہ میرے پیچھے دوڑتی چلی آ رہی تھی۔میرے گھر سے کچھ ہی فاصلے پر ایک گہرا کنواں تھا ۔جب میں اس کنواں کے پاس پہنچا۔ تو بچی بھی میرے قریب آگئی ۔پھر یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس بچی کا ہاتھ پکڑا ۔اور اٹھا کر اس کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ ایک جگہ ملتا ہے ۔کہ جب میں کنواں کھود رہا تھا ۔میری داڑھی پر مٹی گر رہی تھی۔ اور میری وہ بچی میری داڑھی سے مٹی اتار رہی تھی ۔میں نے اس کو کنوئیں میں ڈال دیا۔معصوم بچی چیختی چلاتی رہی۔اور درد بھری آواز میں مجھے ابّا ابّاً کہ کر پکارتی رہی۔یا رسول اللہ ﷺ یہ اس کی زندگی کی آخری آواز تھی۔وہ صحابی رو رہے تھے۔کہتے کہ اس کی چیخیں مجھے سانس نہیں لینے دیتیں۔میرا پیچھا کرتی ہیں۔رسول ﷺ نے جب ان کی یہ درد بھری کہانی سنی۔ تو رونے لگے۔ایک صحابی نے ان کو برا بھلا کہا۔کہ تم نے خواہ مخواہ یہ عجیب دردناک کہانی سنا کر آپ ﷺ کو بھی رلا دیا۔رسول ﷺ نے فرمایا۔نہیں ان کوکچھ نہ کہو۔ ان پر بہت مصیبت پڑی ہوئی ہے۔یہ اس کاعلاج پوچھنے آئے ہیں۔ہاں میاں مجھے اک بار پھر اپنی کہانی سناؤ۔ان صحابی نے دوبارہ کہانی سنائی۔ رسول ﷺ کا عجیب حال تھا۔روتے روتے آپ ﷺ کی داڑھی تر ہو گئی۔فرمایا۔کہ تم اسلام لے آئے ہو۔اس کی برکت سے تمام سابقہ گناہ معاف ہوگئے۔جاؤ اور اب اچھے کام کرو۔

ہمیں سو چنا چاہیے بے گناہ معصوم بیٹیاں جو ہمارے گھروں میں ہیں ۔ان سے ہمارا رویہ کیا ہے۔ ہمیں دعائیں مانگنی چاہیں دعا: "ربَنا هَبْ لَنا مِن اَزْوَاجِنا وَ ذُريّاتِنا قُرْةَ اَعيُن "پتہ نہیں ۔ کہ کس چیز میں ہماری بہتری ہے۔اس پر ہماری یہ ذمہ داری ہے ۔کہ اپنی اولاد کے لیے اللہ کے فیصلوں پر راضی ہو جا ئیں۔اور اپنی اولاد سے حسن سلوک کریں۔ ہماری خاص فکر یہ ہونی چاہیے۔کہ اپنی اولاد کو شیطان مردود سے کیسے بچائیں؟ عملوں کا دارومدار تو نیتوں پر ہے۔جب نیت میں اخلاص ہو۔تو اللہ تعالی قبو لیت کا اعلی درجہ عطا فرماتا ہے۔

آیت نمبر 37:

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

ترجمہ: تو اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوشی قبول فرما لیا، اُسے بڑی اچھی لڑکی بنا کر اٹھایا اور زکریاً کوا س کا سرپرست بنا دیا زکریاً جب کبھی اس کے پاس محراب میں جاتا تو اس کے پاس کچھ نہ

کچھ کھانے پینے کا سامان پاتا پوچھتا مریمؑ! یہ تیرے پا س کہاں سے آیا؟ وہ جواب دیتی اللہ جل جلالہ کے پاس سے آیا ہے، اللہ جل جلالہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

حضرت مریم علیھا السلام کی جسمانی،روحانی تربیت اعلی درجہ پر ہوئ۔ جب مریم علیھا السلام پیدا ہوئیں۔ تو ان کی والدہ ان کو لے کرنذر پوری کرنے بیت المقدس چلی گئیں۔ وہاں ان کے لئے ایک نوکر رکھا ایک سال کے لئے دودھ بھی پلایا اور ان کی حفاظت کا پورا انتظام کیا ۔ اورحضرت زکریا علیہ السلام کو ان کا سرپرست بنایا۔ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیھا السلام کے خالو تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی محراب میں انکے پاس آتے' تو حضرت مریم علیھا السلام کے پاس رزق دیکھ کرحیرت زدہ ہوتے تھے۔ . ان کے علاوہ کوئی نہیں وہاں آسکتا تھا . حضرت مریم علیھا السلام کے پاس رزق دیکھ کر حیران رہ جاتے پو چھتے۔ کہ یہ کہاں سے آیا۔ وہ فرماتیں۔ کہ اللہ جل جلالہ نے دیا ہے ۔ رزق یا ان کی باتیں جو حکمت پر مبنی ہوتیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام ان کی باتوں سےحیرت زدہ ہوتے۔ ایسی چیزیں جو ان کو دیکھ کر لگتا تھا کہ عام طور پر ملتی نہیں ۔دیکھ کر عش عش کر اٹھے اور پھر تمنا کہ مجھے بھی ملے۔ اسی طرح ایک واقعہ ملتا ہے۔ حضرت عبید بن ابی انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کا۔ ان صحابی کے بارے میں آتا ہے۔ مکہ میں کافروں نے انہیں شہید کردیا۔ ان کی قید کے زمانے میں کھجور کے گچھے ان کو ملا کرتے تھے ۔روایۃ بخاری ۔اللہ جس کو چاہے بغیر حساب کے رزق دے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت مریم علیھا السلام کے جواب کا حصہ ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا فرمان ہے۔ کہ یہ میرا فضل ہے ۔جس کو چاہے جتنا چاہے عطا کروں ۔

آیت نمبر38 :

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ

ترجمہ: اسی وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا کی ۔فرمایا اے پروردگار اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا فرما تو ہی دعا سننے والا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام اس وقت بے اولاد تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب حضرت مریم علیھا السلام کے پاس بن موسم کے پھل دیکھے ۔ تو انہوں نے سوچا ۔کہ اگر اللہ چاہے۔ تو مجھ کو بھی اولاد دے سکتا ہے ۔ کیونکہ اس وقت وہ خود بوڑھے ہو چکے تھے۔ اور بیوی بانجھ تھی۔ اولاد کی کوئی توقع نہیں تھی ۔مگر اولاد کی خواہش تھی ۔ جب حضرت مریم علیھا السلام کا یہ جواب سنا ۔کہ اللہ ہی دیتا ہے۔ پھر ان کے دل میں یہ دعا مانگنے کا خیال آیا۔ ہو سکتا ہے ۔کہ اللہ جل جلالہ میری دعا کو اسی طرح شرف قبولیت بخشے۔ جس طرح حضرت بی بی مریم علیھا السلام یا ان کی والدہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے ۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنھا کیلئے یہ دعا کی ۔ وہ اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں۔ اور کہنے لگیں۔ کہ میرے بیٹے کے لئے دعا کریں۔ **دعا:** تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دعا کی کہ "اے اللہ !انس کے مال اور اولاد کو زیادہ کردے۔ اور اس کو بھی جو تو نے اسے عطا کیا۔" اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اولاد 100 کے قریب ہوئی۔ ان کی عمر بھی کافی ہو چکی تھی۔ اور مالی وسعت بھی کا فی ہوئ۔ ۔ دوسری اہم بات یہ پتہ چلتی ہے ۔کہ اولاد کے لیے دعائیں مانگنی چاہیں۔ مگر اس کے ساتھ نکاح بھی ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم خاوند سے دوستی رکھنے والی اور بہت جنّنے والی عورتوں سے نکاح کرو ۔کیونکہ میں اپنی امت میں کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا۔ اب کچھ

لوگ کہتے ہیں' کہ نکاح ہی نہیں کرنا، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اولاد نہیں چاہیے۔کچھ کہتے ہیں دو بچے خو شحال گھرانہ۔ دوسری بات یہ کہ جب کسی کے پاس اچھی چیز دیکھیں تو حسد نہیں کرنا چاہیے ۔ رشک کرنا چاہیے۔ اپنے لیے بھی رب سے دعا کرنی چاہیے۔اور یقین سے کر نی چا ہیے۔ کہ اللہ ہمیں بھی عطا فرما۔ اور ہم سے بھی قبول فرما ۔

آیت نمبر 39:

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ هُوَ قَآىِٕمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ

ترجمہ: جواب میں فرشتوں نے آواز دی، جبکہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، کہ "اللہ تجھے یحییٰؑ کی خوشخبری دیتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے و الا بن کر آئے گا۔ اس میں سرداری و بزرگی کی شان ہوگی کمال درجہ کا ضابط ہوگا۔ نبوت سے سرفراز ہوگا۔ اور صالحین میں شمارکیا جائے گا"۔

نماز میں جب دعا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نماز میں جب انسان راز و نیاز کرتا ہے۔دعائیں اور فریادیں کرتا ہے 'مناجات کرتا ہے'،تو حقیقت میں وہ اللہ کے بہت قریب ہوتاہے۔نماز میں جو حرارت ہے۔جو ایمان ہے'جو زندگی ہے۔وہ ہے' جو بندے کا تعلق رب سے جوڑتی ہے۔ہماری تمام مشکلات میں ھمیں تاکید ہے ۔کہ نماز سے مدد لیں۔ زندگی میں مشکلات کو حل کرنے کی چابی نماز ہے۔ سجدوں میں اور قیام میں مختلف طریقوں سے رب سے راز و نیاز کریں ۔ تو جب بندہ نماز پڑھ کر اٹھتا ہے ۔تووہ اپنی جھولی کو بھرکر اٹھتا ہے ۔اللہ اس کوبہت نوازتا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ مانگنا چاہیے۔اور اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى تو چھپڑ پھاڑکر دیتا ہے ۔حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ کے پسندیدہ پیغمبروں میں سے تھے ۔ان کی پہلی صفت کہ وہ مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ، اللہ کے کلمے کی تصدیق کرنے والے ہوں گے۔ دوسری خوبی وَ سَیِّدًا کہ وہ سردار ہوں گے ۔یعنی اپنی فطرت اور دعوت اور مشن کے لحاظ سے لیڈر ہوں گے۔ ان کے اندر ھادی اور مرشد کی خوبی ہوگی ۔اور لوگوں کی رہنمائی کریں گے۔ اور تیسری ان کی خوبی وَّ حَصُوْرًا، اس کا یہ مطلب ہے ۔ کہ وہ خاص طور پر ضبط نفس کرنے والے ہوں گے۔ پھر ان کی سب سے بڑی خوبی بتائی ۔وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ کہ وہ نبی ہوں گے ۔اور پاکباز لوگوں میں سے ہوں گے۔ صالحین میں سے کمال درجے کی خوبیاں ہونگی ۔ اور کہتے ہیں۔کہ نصاری بھی مانتے ہیں۔کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بڑے مانے ہوئے پیغمبروں میں سے ہیں۔ ان کی کتابوں میں تورات ، انجیل میں یہ چیزیں ملتی ہیں ۔کہ بڑے کمال درجہ کے یہ پیغمبر تھے۔اور یہ کہ ماؤں نے جن کو جنا ان میں یوحنا سے بڑا کوئی نہیں

آیت نمبر 40:

قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَ امْرَاَتِیْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ

ترجمہ: زکریاؑ نے کہا، "پروردگار! بھلا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا، میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے" جواب ملا، "ایسا ہی ہوگا، اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے"۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ کہ میرے ہاں لڑکا پیدا کیسے ہو سکتا ہے ۔میں تو بڑھاپے کو پہنچ چکا اور دوسری بات یہ کہی ۔کہ وَ امْرَاَتِیْ عَاقِرٌ اور میری بیوی بانجھ ہے۔ بوڑھی ہے ۔ ہمیں قرآن میں یہ

بھی ملتا ہے ۔کہ وَ اشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا کہ میرے بال سفید ہو گئے ہیں ۔ اب یہاں پر جونہی خوشخبری ملتی ہے۔تو ساتھ ہی ان کے ذہن میں یہ سوال پیداہوتا ہے ۔کہ میرےہاں ایسا ہو کیسے سکتا ہے ؟کیونکہ میں تو بڑھاپے کی دہلیز پر ہوں ۔اور عام طور پر دیکھیں تو45-50 کے بعد جب ماہواری بند ہو جاتی ہے ۔اور ولادت کے امکانات بہت کم رہ جاتے ہیں ۔اللہ تعالی کی طرف سے ان کو جواب ملا ۔کہ تیرے بڑھاپے اور تیری بیوی کے بانجھ پن کے باوجود، اللہ تجھے بیٹا عطا کرے گا ۔پھر فرشتوں کا ذکر آ رہا ہے' فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ 'یعنی ایک فرشتہ بھی تو ان کو خبر دے سکتا تھا ۔پھر یہ بھی ہوسکتا تھا۔ کہ جبرائیل امین کے پاس خبر آتی ہو اور پھر خبر آگے جاتی ہو ۔ یا یہ بھی ہو سکتا تھا ۔ کہ فرشتے مخاطب ہوتے ،مکالمہ کرتے ، یا پھر بہت سے فرشتوں مل کر انہیں ایک اچھی خبر دیتے ۔ پھر فرمایا ۔

آیت نمبر 41

قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّىۡۤ اٰيَةً ‌ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا ‌ؕ وَ اذۡكُرْ رَّبَّكَ كَثِيۡرًا وَّ سَبِّحۡ بِالۡعَشِىِّ وَ الۡاِبۡكَارِ

ترجمہ: عرض کیا "مالک! پھر کوئی نشانی میرے لیے مقرر فرما دے" کہا، "نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے اشارہ کے سوا کوئی بات چیت نہ کرو گے (یا نہ کرسکو گے) اِس دوران میں اپنے رب کو بہت یاد کرنا اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہنا"

اے اللہ میرے لئے کوئی ایسی نشانی بتا ۔کہ مجھے پتا چل جائے ۔کہ میرے ہاں اتنا غیر معمولی واقعہ پیش آنے والا ہے ۔ ایک طرف میں بوڑھا ہوں-دوسری طرف میری بیوی بانجھ پتا کیسے چلے کہ میں اولاد کی نعمت سے نوازا جانے والا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ مجھےکیسے پتہ چلے۔ کہ میرے ہاں اولاد ہونے والی ہے ؟ اللہ تعالی نے ان کی یہ درخواست بھی منظور کرلی۔ فرمایا قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے اشارے کےسوا کوئی بات چیت نہیں کر سکو گے۔ بات تو نہیں کر سکتے۔ مگر صبح شام ذکر کرنا تھا وَ اذۡكُرْ رَّبَّكَ كَثِيۡرًا وَّ سَبِّحۡ بِالۡعَشِىِّ وَ الۡاِبۡكَارِ حضرت زکریا علیہ السلام پر غیر اختیاری کیفیت قائم کر دی گئی ۔یہ اللہ کی رحمت کا کر شمہ تھا۔کہ انسان دنیا کی کوئ بات نہ کر سکے 'مگر صبح و شام تسبیح اس کو کرنی ہے۔انسان پر یہ کیفیت بہت شاق گزرتی ہے۔۔یہ قطعی نشانی تھی ۔کہ اب ان کے ہاں بیٹا پیدا ہونے والا ہے۔ اور یہ منجانب اللہ ہے ۔اس سے ایک اور بات پتہ چلتی ہے۔ کہ جب نعمتیں ملنے لگیں ۔تو اور زیادہ ' اللہ جل جلالہ کی کبریائی بیان کرنی چاہئے۔ عام زندگی میں بھی، نعمتوں کے ملنے پر ، بڑا گھر ملنے پر ، اولاد کے پیدا ہونے پر، قرآن کے پارے مکمل ہونے پر ، یا قرآن حفظ ہونے پر۔ کسی بھی نعمت پر دنیا کے لحاظ سے ہو۔ یاعلم کے لحاظ سے صلاحیتوں کے لحاظ سے ہو یا صحتیاب ہونے پر مختلف طریقے سے اللہ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰی کی کبریائی بیان کرنی چاہئے ۔

حدیث : کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گونگی لونڈی سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے ؟ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! یہ باندی بھی مسلمان ہے۔

ایک اور خاص بات عیسائی یہ سمجھتے تھے ۔کہ حضرت عیسی علیہ السلام ' اللہ کے بیٹے ہیں ۔اللہ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰی عیسائیوں کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں ۔کہ اگر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش ایک معجزے سے ہو سکتی ہے۔ تو حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش کو غیر معمولی سمجھ کر ان کو 'الہ 'کیوں بنا لیتے ہو؟

آیت نمبر42:

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَ طَہَّرَکِ وَ اصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: پھر وہ وقت آیا جب مریمؑ سے فرشتوں نے آکر کہا، "اے مریمؑ! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تمام دنیا کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دے کر اپنی خدمت کے لیے چن لیا۔

اللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالی نے حضرت مریم علیھا السلام کو تمام دنیا کی عورتوں پر چن لیا ۔

حدیث : کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ مردوں میں تو بہت باکمال ہوگزرے ہیں۔ لیکن عورتوں میں کوئی باکمال نہیں ہوا ۔بجز حضرت مریم بن عمران اور آسیہ علیھا السلام زوجہ فرعون کے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت حضرت مریم بنت عمران اور حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ روایۃ بخاری مسلم ۔

حدیث : اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا ۔کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا کو دوسری عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے ۔جو ثرید کو دوسرے کھانوں پر۔ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالی عنھا حضرت مریم علیہاالسلام ، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنھا ،حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ۔کہ یہ ساری عورتوں کو فضیلت حاصل ہے۔

حج کی داستان بی بی ہاجرہ علیھا السلام سے شروع ہوتی ہے۔ ایک چھوٹے سے ننھے سے بچے کے ساتھ وہ صحرا میں ریگستان میں اس طرح دوڑیں ۔کہ ان کے عمل کو اللہ جل جلالہ نے ایسی قبولیت بخشی۔ کہ اب مردوں کا بھی حج اور عمرہ قبول نہیں ہو گا ۔جب تک کہ وہ سعی نہ کرلیں ۔نیکی کے کاموں میں عورتیں کبھی پیچھے نہیں رہتیں ۔ضروری ہے کہ دل اوراخلاص نیت کے ساتھ دعا کی جائے ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں فرشتوں نے فرمایا۔ کہ وہ عورت جو برتن لےکر آرہی ہے ۔اللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالی اور جبرائیل علیہ السلام نے فرشتوں کے ذریعے ان پر سلام بھیجا ہے ۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا بہت نیک خاتون تھیں۔ اورعورتوں میں سب سے پہلے اسلام لائیں۔ ساری دولت رسول اللہ ﷺ پر خرچ کر دی ۔ہر موقعہ پر 'ہر بات پر آپ ﷺ کو تسلی دیتیں۔حضرت بی بی آسیہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں آتا ہے۔ کہ انہوں نے اللہ سے دعا کی دعا: رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ۔"ترجمہ: جنت میں میرے لیے اپنے پاس ایک محل بنا " ۔ فرعون جو محلات کا مالک تھا ۔ہیرے جواہرات کا مالک تھا۔ لیکن فرعون کے محل میں ان کا دل نہ لگتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا کے بارے میں آتا ہے۔ کہ جب شادی ہوئی تو کیسے انہوں نے دین سیکھا'۔جب آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوگئے ۔جوان تھیں۔ پھر اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا نے کتنی محنت اور مشقت کی زندگی بسر کی۔

آیت نمبر 43:

یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَ اسْجُدِیْ وَ ارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ

ترجمہ: اے مریمؑ! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ، اس کے آگے سر بسجود ہو، اور جو بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جھک جا"۔

اے مریم تجھے دنیا کی تمام عورتوں پر چن لیا گیا ۔فضیلت دی گئی ہے۔اور ساتھ تطہیر بھی یعنی یہ عام اصطفی نہیں ہے۔بلکہ خاص طور پر چن لیا گیا ہے'تمام باطنی کمیوں سے بھی پاک تھیں۔تو اب ممتاز

بنو' امتیاز حاصل کرو ۔جیسے امت مسلمہ ممتاز ہے ۔جب کسی کو خاص زمہ داری ملے۔تو اس کو وہ زمہ داری کو پورا کرنا چاہیے۔تو تم' اس زمہ داری کی تیاری میں پوری نیاز مندی کے ساتھ عاجزی کے ساتھ جھک جاؤ۔ دوسری بات ،کہ نماز میں باقاعدگی'شوق امتیاز اور بے قراری ہونی چاہیے۔

حدیث : آپ ﷺ نے فرمایا کہ نیک لوگ جو ہیں ''تم ان کو رکوع سجدے کرتے دیکھو گے ''۔

اور یہ کہ عورت بھی نماز باجماعت پڑھ سکتی ہے۔مگر عورت کا گھرکے اندر نماز پڑھنا ، مسجد میں جا کر نماز پڑھنے سے افضل ہے ۔

حدیث : حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنھا کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "کہ ایک عورت کا کمرہ میں نماز پڑھنا، صحن کی نماز سے بہتر ہے، اور کمرے کے اندرچھوٹی کوٹھری میں نماز پڑھنا، مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔" ۔روایۃ مسلم احمد ۔

لیکن اگر وہ جماعت میں شریک ہونا چاہیں ۔تو اس کی بھی اجازت ہے۔ مگر یہ کہ فتنے کا کوئی اندیشہ نہ ہو۔ ان کو خوشبو لگا کر نہیں آنا چاہیے۔ خود کو مزین کرکے نہ آئیں ۔

حدیث : حضرت عبداللہ بن عمررضی اللہ تعالی عنہ راوی ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا ۔اگر تم سے تمہاری عورتیں رات کو مسجد میں آنے کی اجازت طلب کریں ' تو انہیں اجازت دے دیا کرو۔ روایۃ بخاری و مسلم ۔

حدیث : راوی ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ۔کہ اللہ کی بندیوں کو مسجد میں آنے سے منع نہ کرو۔ اگرچہ ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔ لیکن انہیں چاہیے۔کہ سادگی کے ساتھ آئیں ۔

حدیث : راوی حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کروائے ۔البتہ عورتوں کا عورتوں کی امامت کرانا جائز ہے۔

حدیث : حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالی عنھا بن نوفل سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے ملنے انکے گھر تشریف لائے ۔اور انکے لئے ایک مؤذن بھی مقرر کر رکھا تھا۔ جو انکے لئے اذان بھی دیتا تھا ۔اور وہ اپنے گھر والوں کی امامت کراتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔"کہ عورت اسی صف میں کھڑی ہوکرامامت کرائے گی ۔اس سے اگے کھڑی نہیں ہوسکتی ۔"

آیت نمبر44:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ۔

ترجمہ: اے محمد ﷺ! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعہ سے بتا رہے ہیں، ورنہ تم اُس وقت وہاں موجود نہ تھے جب ہیکل کے خادم یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ مریمؑ علیہا السلام کا سر پرست کون ہو اپنے اپنے قلم پھینک رہے تھے، اور نہ تم اُس وقت حاضر تھے، جب اُن کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔

حضرت مریم علیہ السلام کی والدہ نے ان کو ہیکل کے سپرد کر دیا تھا ۔وہ ایک لڑکی تھیں۔ جب ان کی سپردگی ' لینے کے لئے قرعے ڈالے گئے ۔ تو جن قلموں سے تورات لکھتے ہیں۔ وہ قلم استعمال کیے گئے ۔ فیصلہ ہوا ۔کہ تورات والے قلم پانی میں ڈال دیے جائیں ۔جس کا قلم پانی پر رک جائے ۔ اس کو حضرت مریم علیھا السلام کی کفالت دی جائے۔ اور وہ قلم حضرت زکریا علیہ السلام کا نکلا۔ حضرت مریم علیھا السلام کو ان کے سپرد کردیا گیا۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قرعہ ڈالا جا سکتا ہے ۔اور یہ بھی کہ آپ ﷺ کے پاس غیب کا علم نہیں تھا۔تبھی تو ان کو یہ خبریں بتائی گئیں۔ اور دوسرا یہ کہ جب کسی چیز پر سب کے حقوق برابر ہوں 'تو قرعہ ڈال کر فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس آیت میں اللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالٰی فرماتے ہیں ۔ کہ تم اس وقت حاضر نہ تھے۔ جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ پیسہ اور مال و دولت پر جھگڑا نہ تھا۔ بلکہ اس بات پر تھا۔ کہ بچی کی تربیت کون کرےگا ؟

اللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالٰی ہم سب کونیک اعمال کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ